بعدالت عالیہ جموں وکشمیر اور لداخ

سری نگر

فوجداری اپیل (د) نمبر 25 سال 2022

فیصلہ محفوظ بتاریخ 26-05-2023

اخذ شدہ بتاریخ 20-07-2022

ظہور احمد وانی — سائل/اپیلانٹ

بذریعے محترمہ اسما رشید، ایڈوکیٹ

بنام

یوٹی جموں و کشمیر و دیگران — جواب دہندہ

بذریعے جناب الاودین گنائی، اے اے جی

روبرو

عزت مآب جسٹس اتل سری دھرن، جج

عزت مآب جسٹس موہن لال، جج

HIGH COURT
JAMMU & KASHMIR AND LADAKH

فیصلہ

اتل سری دھرن، جج

مختصر حقائق:

1. موجودہ اپیل اپیل کنندہ کی جانب سے ضمانت کے لیے دائر کی گئی ہے۔ یہ زیر اعتراض حکم قابل سپیشل جج کی عدالت میں ان کی طرف سے پیش کی گئی درخواست پر سُنایا گیا تھا۔

2. اپیل کنندہ کے وکیل نے استدلال کیا ہے کہ اپیل کنندہ کو فوری سماعت سے انکار کیا گیا ہے۔اُس نے مزید عرض کیا ہے کہ پانچ ملزمان میں سے چار کو پہلے سے ہی سی آر پی سی کی دفعہ 167(2) کے تحت ڈیفالٹ ضمانت دی گئی ہے۔

3. اپیل کنندہ کے وکیل نے ہمیں 07.07.2021 سے 16.05.2023 تک سماعت عدالت کی کارروائی/روزمرہ کے حکم نامہ شیٹوں کے ریکارڈ کے ذریعے سے روبہ رو کرایا۔ فردِ جُرم مرتب کرنے اور سماعت پروگرام کی تیاری کے بعد یہ مقدمہ سماعت عدالت کے سامنے اٹھائیسویں مرتبہ رکھا گیا۔ اس عرصے کے دوران پراسیکیوشن کے چونیتس گواہوں میں سے آج تک صرف چھ گواہوں پر جرح ہو سکی ہے۔ پراسیکیوشن مذکورہ بالا تمام موقعوں پر چھ گواہوں کے علاوہ کوئی بھی گواہ پیش کرنے سے قاصر رہا۔ دو موقعوں پر یعنی 24.12.2021 اور 22.11.2022 کو پریزائیڈنگ آفیسر کی عدم دستیابی کی وجہ سے کیس ملتوی کر دیا گیا جس کے لیے پراسیکیوشن کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاسکتا تھا۔

HIGH COURT
JAMMU & KASHMIR AND LADAKH

4. دوسری جانب UT کے قابل وکیل نے عرض کیا کہ موجودہ کیس معمولی نوعت کا کیس نہیں ہے اس کا تعلق ریاست کے خلاف دہشت گردی کا ارتکاب کرنے کی کوشش سے ہے اور یہ ایک سنجیدہ معاملہ ہے۔اپنے دلائل کو مضبوط بنانے کے لیے اس نے Unlawful Activities Prevention Act,1967 کی دفعہ 24 کا حوالہ دیا ہے، جو گواہاں کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔انہوں نے مزید کہا کہ سپیشل جج کے سامنے کیس کی خصوصی نوعیت کے مطابق سنجیدگی کا مظاہرہ کیا جانا چاہیے اور ایکٹ 1967 کی دفعہ 44 کی توضیعات کے پیش نظر مقدمے کی سماعت میں تاخیر کی دلیل اپیل کنندہ کے لیے دستیاب نہیں ہے اور پراسیکیوشن کو اپنے گواہوں کو پیش کرنے کے لیے کافی چھوٹ دی جانی چاہیے۔ اس نے NIA ایکٹ

2008 کی دفعہ 21(4) کی روشنی میں اپیل کی منظوری پر بھی اعتراض اُٹھایا ہے اور یہ درخواست کی تھی کہ 2008 کے ایکٹ کی دفعہ 21(4) کسی عارضی آرڈر کے تحت اپیل کی منظوری نہیں دیتا ہے اسلئے یہ اپیل قابل سماعت نہیں ہے۔

5. اپیل کنندہ کی طرف سے پیش ہونے والے قابل وکیل نے اس عدالت کی توجہ ایکٹ 2008 کی دفعہ 21(4) کی طرف مبذول کیا ہے، جو اپیل پر ضمانت دینے یا مسترد کرنے کے حکم کی اجازت دیتا ہے۔ لٰہذا، اپیل کنندہ کی جانب سے پیش ہونے والے قابل وکیل نے عرض کیا کہ مدعاعلیہ کی طرف سے قابل وکیل کا اپیل کے حوالے سے استدلال غلط ہے اور مسترد کیے جانے کا مستحق ہے۔

6. حقیقی طور پر، سرکاری وکیل (UT) نے استدلال کیا ہے کہ تفتیش کے دوران، چار کارتوس، ایک پستول، ایک میگزین (جیسا کہ ایک آتشیں اسلحہ آلہ جس میں کارتوس رکھے جاتے ہیں) اور ایک موبائل فون اپیل کنندہ سے برآمد ہوا ہے۔ یہ بھی درج کیا گیا ہے کہ اپیل کنندہ اور شریک ملزمان دہشت گردانہ عمل کی تیاری کر رہے تھے۔ تاہم، جب اس عدالت کی طرف سے اس الزام کو ثابت کرنے کے لیے کچھ بنیادی ثبوت پیش کرنے کو کہا گیا تو ریاست کے قابل سرکاری وکیل ہمارے سامنے کوئی بھی ابتدائی مواد پیش کرنے سے قاصر رہے۔

7. فریقین کے قابل وکلاء کو سننے اور اپیل کے ساتھ دائر کئے گئے دستاویزات کا مطالعہ کرنے کے بعد سرکاری وکیل کی طرف سے اپنے دعوے کو ثابت نہ کرنے پر 2008 کے ایکٹ کے 21(4) کے مدنظر سرکاری وکیل کے دعویٰ کو مسترد کر دیا جاتا ہے۔

8. یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ درخواست دہندہ کے وکیل نے مقدمے کی سماعت میں تاخیر کی بنیاد پر ضمانت کے لیے زور دیا ہے۔ لہذا، اس عدالت کو غور کرنا ہوگا کہ کیا اپیل کنندہ کے مقدمے کی

سماعت میں تاخیر ہوئی ہے جسے اپیل کنندہ کے طرز عمل سے منسوب نہیں کیا جاسکتا ہے، جس کے نتیجے میں آئین کے دفعہ 21 کے تحت اس کے حق کی تلافی ہوئی ہے۔

9. بلاشبہ، اور جیسا کہ سماعت عدالت کے ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ اپیل کنندہ کے خلاف مقدمہ سماعت عدالت کے سامنے 07.07.21 سے 16.05.23 کے درمیان اٹھائیسویں دفعہ سنا گیا اور فرد جرم عائد کرنے کے بعد دو سالوں کے درمیان میں پراسیکیوشن کے چونتیس گواہوں میں سے صرف چھ پر جرح ہوا، جس سے مقدمے کی انتہائی تاخیری پیش رفت کا پتہ چلتا ہے۔ سماعت عدالت نے پراسیکیوشن کے گواہوں کی حاضری کو یقینی بنانے کے لیے کبھی کوئی سنجیدہ اقدام نہیں اٹھائے اور اس کے بجائے میکانکی طور پر گواہوں کو بار بار طلب کرتی رہی ہے بغیر آرڈر شیٹ پر سابقہ موقعوں پر گواہوں کی عدم حاضری کی وجوہات درج کیے۔ دراصل سماعت عدالت کی نقطہ نظر سے یہ اس کی طرف سے بے دھڑک اور معمول کا رویہ ظاہر کرتی ہے سماعت عدالت نے کبھی بھی گواہوں کی حاضری کو یقینی بنانے کے لیے سخت طریقہ کار کا سہارا نہیں لیا اور نہ ہی اس نے کبھی پراسیکیوشن سے اپنے گواہ پیش کرنے میں ناکامی کی وجہ طلب کی۔ اس مدت کے دوران، سماعت عدالت کے ریکارڈ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپیل کنندہ کسی بھی طرح سے تاخیر کا ذمہ دار نہیں تھا۔ تاخیر صرف اور صرف پراسیکیوشن کے اپنے گواہوں کو پیش کرنے میں ناکامی کی وجہ سے ہوئی ہے۔

10. عزت مآب سپریم کورٹ نے بارہا قانون کے موقف کو واضح کیا ہے کہ ملزم کی فوری سماعت ملزم کا لازمی اور ناقابل تنسیخ حق ہے، جس کی خلاف ورزی آئین کے دفعہ 21 کے تحت ملزم کے حق کو براہ راست متاثر کرتی ہے۔ سپریم کورٹ کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ فوری سماعت سے انکار خود

انصاف سے انکار ہے اور یہ کہ فوری سماعت، اگرچہ خاص طور پر بنیادی حق کے طور پر متعین نہیں کیا گیا ہے تاہم یہ دفعہ 21 کے دائرہ کار میں شامل ہے۔[1].

11. ابھی حال ہی میں، عزت مآب سپریم کورٹ کے تین ججوں کی بنچ نے بھارتیہ یونین کی طرف سے ایک مقدمہ میں اپیل کے معاملے میں ، جہاں کیرالہ کی ہائی کورٹ نے Unlawful Activities(Prevention)Act 1967 کے تحت جرائم کے الزام میں ایک ملزم کو مقدمے کی سماعت میں تاخیر کی بنیاد پر ضمانت دی تھی تاہم (5)43-D بار کے 1967 ایکٹ کے تحت کہا گیا ہے کہ 1967 کے ایکٹ میں قانونی بار کے باوجود، آئینی عدالتوں کو مقدمے کی سماعت میں تاخیر کی بنیاد پر ضمانت دینے سے روکا نہیں گیا ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ مقدمے کی سماعت میں تاخیر سے ضمانت دینے کے حق کو ضمانت دینے کے لیے قانونی بار کے ساتھ ہم آہنگ کیا جا سکتا ہے، جہاں عدالت مقدمے کے ابتدائی مرحلے میں اس بات کی تائید کر سکتی ہے اگر ملزم اپنے خلاف الزامات کی روشنی میں ضمانت کا حقدار ہے اور استثنیٰ کی شرائط، ضمانت کی تکمیل کے لیے ایک قانونی بار میں فراہم کی گئی ہے۔ تاہم، یہاں تک کہ اگر ملزم میرٹ پر ضمانت کا حقدار نہ ہو ، قانونی بار کے پیش نظر، زیر التواء مقدمے میں ضمانت پر رہا کیا جا سکتا ہے اور یہ سماعت کے اختتام میں آئین کے دفعہ 21 کی روشنی میں سماعت میں تاخیر کی وجہ سے ضمانت میں رکاوٹ نہیں بنے گی۔[2].

12. ملزم کے حق میں ضمانت پر کتنی تاخیر ہوتی ہے اس کا انحصار ہر کیس کے حقائق اور حالات پر ہوتا ہے اور اس سلسلے میں قانون کی کوئی پختہ تجویز نہیں ہو سکتی۔ تاہم عدالت مقدمے کی سماعت میں تاخیر کے سبب کا اندازہ لگانے اور آیا مقدمے میں تاخیر کی بنیاد پر ضمانت کا حق حاصل ہونے کی وجہ بذیل ہیں

---

[1] حسینہ خاتون اور دیگر(I) بمقابلہ ہوم سکریٹری، ریاست بہار-(1980) SCC 811 - پیرا5

[2] یونین آف انڈیا بمقابلہ کے اے نجیب–(2021) SCC 7133 – پیرا17

(A) گرفتاری کی تاریخ سے چارج شیٹ دائر ہونے تک ملزم کی قید کی مدت،(B) پراسیکیوشن کی طرف سے گواہوں کی جانچ پڑتال میں تاخیر،(C) سرکاری وکیل کی طرف سے گواہوں کو پیش کرنے میں تیزی یا سُستی کا اہتمام۔(D) گواہوں کی موجودگی کو یقینی بنانے کے لیے، جہاں گواہان ضروریاتی سہولیات کے باوجود باز رہتے ہیں کیلئے سخت تدبیروں کا سہارا لینے کیلئے عدالت کا طرز عمل اوراس کا تجسس یا عدم موجودگی،اور(E) کیا ملزم کے چال وچلن سے لگتا ہے کہ وہ سماعت میں تاخیر کا ذمہ دار ہے۔

13. موجودہ مقدمے میں، مقدمے کی سماعت میں تاخیر صرف اور صرف پراسیکیوشن سے منسوب کی جاسکتی ہے۔ سماعت عدالت کے نقطہ نظر میں اس نے تاخیر میں اضافہ کیا کیونکہ اس نے گواہان کو جلد پیش کرنے کے لیے کوئی قدم نہیں اٹھائے۔ ان حالات میں، ہماری رائے ہے کہ مقدمے کی سماعت میں تاخیر کی وجہ سے آئین کے دفعہ 21 کے تحت اپیل کنندہ کے حق کی تلافی ہوئی ہے۔ نتیجے کے طور پر، ہم ہدایت دیتے ہیں کہ اپیل کنندہ کو پچاس ہزار روپے کے ذاتی مچلکے اور اتنی ہی رقم کی ایک ضمانت پر چھوڑا جائے۔ اس کے علاوہ، اپیل کنندہ مقدمے کے گواہوں پر بالواسطہ یا بلاواسطہ اثرانداز ہونے کی کوئی کوشش نہیں کرے گا اور ٹرائل عدالت کے سامنے سماعت میں ذاتی طور پر باقاعدگی کے ساتھ شرکت کرے گا۔ جب تک عدالت کی طرف سے مستثنیٰ نہ ہو۔ سماعت عدالت اور اس کی موجودگی اس کے وکیل کے ذریعے ریکارڈ کی جائے۔

14. ہم مزید یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ ریاست کی ٹرائل عدالتوں کو ان کے سامنے مقدمات کو تیزی سے نمٹانے کے لیے کچھ رہنما خطوط جاری کیے جائیں، جن میں استغاثہ کے گواہان کے سلسلے میں مخصوص حوالہ جات بذیل بیان کئے گئے ہیں۔

(A) ملزم کے خلاف الزامات عائد کرنے کے بعد، عینی گواہان کو سمن جاری کیا جائے یا، اگر ایسا معاملہ ہے جس میں کوئی چشم دید گواہ نہیں ہے تو اُن مٹیریل گواہوں کو جو پراسیکیوشن کے کیس کو ثابت کرنے کے لیے سب سے زیادہ کارگر ہو۔

(B) اگر سمن کی کسی بھی وجہ سے عدم تعمیل ہوتی ہے تو بار بار اسی طرز عمل کا سہارا لے کر مزید وقت ضائع کرنے کے بجائے، اگلا سمن سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کے دفتر کے ذریعے پیش کیا جانا چاہیے۔ اگر اُس سمن کی بھی عدم تعمیل ہوئی تو پولیس اپنے رپورٹ میں اس کی وجہ کی عکاسی کرے گی کہ ایسا کیوں ہوا۔

(C) اگر سمن کی عدم تعمیل والی رپورٹ میں پولیس کی طرف سے دی گئی وجوہات اس بات کی عکاسی کرتی ہیں کہ گواہ ناقابل رسائی/ناقابل شناخت ہیں اور ان کی عدم دستیابی کی وجہ سے ان کو قصوروار نہیں ٹھہرایا جاسکتا ہے، تو سماعت عدالت کو ان گواہوں کو چھوڑ کر باقی گواہوں کو سمن جاری کرنا چاہیے۔ ٹرائل عدالت کو یہ سمجھنا چاہیے کہ استغاثہ کا معاملہ دراصل مرکزی زیر انتظام علاقہ کا معاملہ ہے جو پولیس کے ذریعے ملزمین کے خلاف ہوتا ہے۔ پولیس کا فرض ہے کہ وہ اپنے گواہوں کو ٹرائل عدالت میں پیش کرے۔ کچھ گواہوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے، عدالت ان گواہان کو چھوڑ نہیں دیتی ہے بلکہ انہیں محض التوائ میں رکھتی ہے، اور جب وہ پولیس کو ملیں یا ٹرائل کے اختتام سے پہلے کسی بھی مرحلے پر ٹرائل عدالت کے سامنے خود پیش ہوں تو اس بات کو ریکارڈ کیا جائے۔ ایسے مقدمے میں، ایسے گواہوں کو چھوڑنے کے لیے ضروری طور پر دفاعی وکیل کی رضامندی ہونی چاہئے اور اگر دفاعی وکیل کی طرف سے ایسا کرنے سے انکار کیا جائے، چاہے جو بھی

حکمت عملی یا وجوہات ہوں، تب عدالت پہلے والے گواہوں کو نئے سمن جاری کر سکتی ہے۔ تاہم، ایسی صورت حال میں، مقدمے کی سماعت میں تاخیر کو دفاعی وکیل کے طرز عمل سے منسوب کیا جائے گا جس کے لیے ملزم بعد کے وقت میں فوری سماعت کے حق کی تلافی کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

(D) اگر مٹیریل گواہاں کو بغیر کسی تاخیر کے یقینی نہیں بنایا جا سکتا، تو عدالت کو چاہیے کہ وہ فارمل گواہاں اور ایکسپرٹ گواہاں اگر کوئی ہو کی جانچ پڑتال کے امکان کو تلاش کرے اور نتیجہ اخذ کرے۔ اس کے بعد، باوجود اس حقیقت کے کہ پراسیکیوشن کے باقی ایسے گواہاں جن کو پولس اپنی نااہلیت کی وجہ سے پیش کرنے میں ناکام رہی، کی تفتیش نہ کر سکی ہے جس کی وجہ پولیس کی رپورٹ میں ظاہر کی گئی، عدالت کو پراسیکیوشن کے گواہاں قلم بند کر کے مقدمے کو اگلے مرحلے تک لے جانا چاہیے تاہم اگر پراسیکیوشن کا کوئی گواہ کسی بھی مرحلے پر ٹرائل عدالت کی طرف سے فیصلہ سنانے سے پہلے، پیش ہوتا ہے، تو عدالت Cr.PC کے دفعہ 311 کے تحت اپنے دائرہ اختیار کو استعمال کر کے، دفاع کے اعتراضات پر غور کرنے کے بعد عدل وانصاف کی خاطر اُن کے بیانات ریکارڈ کرنے کے لیے آزاد ہو گی۔

(E) پولیس کو اپنی طرف سے، تمام گواہاں کے موبائل نمبر اور ای میل آئی ڈیز کو محفوظ کرنا چاہیے، اگر ان کے پاس وہ ہیں تو انہیں ان کو داخلی کیس ڈائری میں قلم بند کرنا چاہیے تاکہ سمن بھیجنے یا گواہ کو گواہی دینے اور ٹرائل عدالت کے سامنے پیش ہونے کی تاریخ اور وقت کے بارے میں پیغام بھیجنے کے لیے استعمال کیا جائے۔ پولیس کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے

کہ مذکورہ بالا تفصیلات چارج شیٹ میں ظاہر نہ کی جائیں تاکہ یہ یقینی بنایا جاسکے کہ ملزم کی گواہوں تک رسائی کو ممکنہ حد تک کم کیا جائے۔

(F) سماعت عدالت کو جہاں بھی ممکن ہو، روایتی عمل کے علاوہ ایس ایم ایس اور ای میل کے ذریعے سمن بھیجنے کے سہولیت کا بھی فائدہ اُٹھانا چاہیے۔ کوشش کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ مقدمے کی سماعت مکمل کرنے کے لیے کم سے کم وقت میں گواہوں کی موجودگی کو یقینی بنایا جائے۔ عدالتوں کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ جب تک مقدمے کی سماعت جاری ہے، گمان ہمیشہ بے گناہی کا ہوتا ہے نہ کہ جرم کا۔

(G) پولیس کے لیے یہ ٹھیک نہیں ہوگا کہ وہ اُن کے گواہوں کی موجودگی کو یقینی بنانے کے لیے ٹرائل عدالت کے حکم کی تعمیل نہ کرنے کے لیے امن وامان کے کام یا ان کے کسی دوسرے کام کی وجوہات پیش کرے، پولیس کی جانب سے اس طرح کی عدم تعمیل توہین سماعت عدالت سمجھی جائے گی، عدالت کی طرف سے جاری کردہ حکم کی عدم تعمیل کے سلسلے میں عدالت پولیس کے جواب سے مطمئن نہیں ہے تو ٹرائل عدالت پولیس کے خلاف کارروائی کرنے کیلئے آزاد ہوگی۔

(موہن لال)
جج

(اتل سری دھرن)
جج

سری نگر:
20.07.2023

کیا رپورٹنگ کی منظوری دی گئی؟ ہاں نہیں